سلسلۃ قصص الانبیاء

18

سونے کا بچھڑا

فاخرج لهم عجلا جسدا له خوار فقالوا هذا الهكم واله موسى فنسى

اشتیاق احمد

سلسلۃ قصص الانبیاء

18

سونے کا بچھڑا

قصہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام 4

اشتیاق احمد

www.urduguru1.blogspot.com
www.facebook.com/urduguru

''امی جان! ہم پھر آپ کے دائیں بائیں موجود ہیں...... اپنا وعدہ پورا کریں کہانی کا اگلا حصہ شروع کریں، ہم یہ جاننے کے لیے بے چین ہیں کہ فرعون اور اس کی قوم کا کیا بنا؟''

''ہاں بچو، سمندر کا پانی فرعون اور اس کی قوم کو بار بار غوطے دے رہا تھا، جب فرعون کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو اس کا سارا غرور و تکبر ہوا ہو گیا۔ بے بسی کے ساتھ پکارنے لگا:

'میں اس رب پر ایمان لاتا ہوں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے ہیں۔ میں اسی کے اطاعت گزاروں میں شامل ہوتا ہوں'

یعنی فرعون نے توبہ کی کوشش کی لیکن اس وقت توبہ کا دروازہ بند ہو چکا تھا۔ توبہ کا وقت ختم ہو چکا تھا۔''

''توبہ کا بھی وقت ہوتا ہے امی جان؟'' فاروق نے حیرت سے سوال کیا۔

''ہاں بیٹا! توبہ کا دروازہ تو ہر وقت اور ہر شخص کے لیے کھلا ہوا ہے، لیکن اس شخص کے لیے بند ہو جاتا ہے جو ایسے وقت میں توبہ کرتا ہے جب روح جسم سے نکلنا شروع ہو جاتی ہے اور حلق تک پہنچ جاتی ہے، اس وقت اللہ تعالیٰ توبہ قبول نہیں کرتا۔ فرعون کی توبہ بھی اسی لیے قبول نہیں ہوئی کہ موت کا یقین ہو جانے کے بعد اس نے ایمان لانے کا اظہار کیا۔ علاوہ ازیں نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ قیامت کے قریب توبہ کا دروازہ بالکل بند ہو جائے گا، اور یہ اس وقت ہوگا جب سورج مشرق کی بجائے مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس کے بعد کسی کا ایمان لانا یا کسی گناہ گار کا توبہ کرنا اسے فائدہ نہیں دے گا۔

اب یہ بھی سن لو کہ فرعون کی لاش کا کیا بنا...... جہاں سے تم نے یہ کہانی شروع کرائی تھی۔''

''اوہ ہاں! واقعی! یہ تو ہم بھول ہی گئے......''

''اللہ تعالیٰ نے جب فرعون کو سمندر میں غرق کر دیا تو بنی اسرائیل کے بعض لوگوں کو اس کی موت کا یقین نہ آیا۔ بعض نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ وہ مر نہیں سکتا۔ تب سمندر نے اللہ کے حکم سے اس کی لاش پانی سے باہر اچھال دی تا کہ انھیں فرعون کی ہلاکت کا یقین ہو جائے اور وہ اللہ کی قدرت کو دیکھ لیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿فَالْيَوْمَ نُنَجِّيكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُونَ لِمَنْ خَلْفَكَ آيَةً﴾

'آج ہم تیرا جسم بچا کر (سمندر سے) باہر نکال پھینکیں گے، تا کہ تو

سونے کا بچھڑا

فاليوم ننجيك ببدنك لتكون لمن خلفك آية

اپنے پیچھے والوں کے لیے نشانِ عبرت ہو اور بے شک بہت سے لوگ ہماری نشانیوں سے غافل ہیں۔

اس طرح فرعون لوگوں کے لیے نشانِ عبرت بنا۔''

''امی جان! فرعون کی لاش کو محفوظ کس طرح کیا گیا، وہ گلی سڑی کیوں نہیں؟'' فاروق نے وضاحت طلب کرنے کے انداز میں پوچھا۔

''تاریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے کے لوگ حنوط کا عمل جانتے تھے...... انھوں نے کچھ ایسے مسالے ایجاد کیے تھے جو کسی مردہ جسم پر لگا دیے جاتے، تو وہ لاش محفوظ ہو جاتی تھی، اس طرح فرعون کی لاش محفوظ کر لی گئی۔ اہرامِ مصر میں کچھ اور نعشیں بھی ان اہرام یعنی مقبروں میں موجود ہیں۔

بہر حال اللہ تعالیٰ نے قیامت تک آنے والے لوگوں کے لیے فرعون کی لاش کو نشانی بنا دیا تا کہ لوگ عبرت پکڑیں اور نصیحت حاصل کریں۔ جب کوئی شخص نشانیاں دیکھنے کے باوجود سرکش و متکبر بنا رہے، اللہ تعالیٰ کی مہلت سے ناجائز فائدہ اُٹھائے تو اللہ تعالیٰ اسے ایسی سزا سے دوچار کرتا ہے کہ وہ رہتی دنیا تک سامانِ عبرت بن جاتا ہے۔''

''فرعون کے غرق ہونے کے بعد موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کدھر گئے؟'' فاروق اور سلیم نے ایک ساتھ سوال کیا۔

''موسیٰ علیہ السلام جب بحیرۂ قلزم پار کر گئے تو اپنی قوم کو ساتھ لے کر آگے بڑھے۔ ایسے میں ان کا گزر ایک ایسی قوم کے پاس سے ہوا جو اپنے چند بتوں کی پوجا کر رہے تھے۔ انھیں بتوں کی پوجا کرتے دیکھ کر بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

'اے موسیٰ! جیسے ان لوگوں کے پاس بت ہیں ایسا ہی ایک بت ہمارے لیے بھی بنا دے۔'

یہ سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'تم جاہل قوم ہو، تمہیں علم ہونا چاہیے کہ یہ لوگ جس دین پر ہیں وہ تباہ و برباد ہونے والا ہے اور جو کام یہ لوگ کر رہے ہیں وہ فضول اور باطل ہے۔'

خیر موسیٰ علیہ السلام کے سمجھانے سے وہ سمجھ گئے اور اپنے رویے کو تبدیل کر لیا۔

اب سیدنا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر شام کی طرف روانہ ہوئے۔ راستے میں انھیں پانی کا مسئلہ پیش آیا۔ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے شکایت کی:

'اے موسیٰ! ہمارے لیے پانی کا انتظام کرو۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'اے موسیٰ اپنا عصا پتھر پر مارو۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے عصا پتھر پر مارا تو اس سے بارہ چشمے جاری ہو گئے۔ اس لیے کہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے تھے۔ ہر قبیلے کے لیے ایک ایک چشمہ ہو گیا جس سے وہ پانی حاصل کرتے چنانچہ سب کو پانی کی نعمت حاصل ہو گئی۔

پھر جب انھیں کھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو وہ پھر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور کہنے لگے:

'اے موسیٰ! ہمارے لیے کھانے کا بندوبست کرو'

اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کھانے کا بندوبست اس طرح کیا کہ ان کے لیے آسمان سے منّ وسلویٰ نازل کیا۔

مَن شبنم کی طرح درختوں پر گرتا تھا، اس کا ذائقہ میٹھا اور رنگ سفید تھا۔ بنی اسرائیل آسانی سے اسے درختوں سے اتار لیتے تھے، اور سلوٰی بٹیر کی طرح کا ایک جانور تھا جو درختوں پر آ کر بیٹھ جاتا۔ یہ لوگ بآسانی انھیں پکڑ لیتے اور ذبح کر کے کھا لیتے۔

پھر جب میدانِ تیہ میں بنی اسرائیل دھوپ اور گرمی کی شدت سے پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بادلوں کا سایہ کردیا۔'' امی جان نے تفصیل سے بتایا۔

''اللہ تعالیٰ نے یہ سب نعمتیں عطا کرنے کے بعد فرمایا:

'اللہ کی عطا کردہ نعمتوں سے فائدہ اُٹھاؤ اور زمین میں فتنہ وفساد نہ پھیلاؤ۔'

اللہ تعالیٰ کی یہ نعمتیں انھیں بغیر کسی محنت و مشقت کے مل رہی تھیں۔ لیکن ایک دن آپ کی قوم نے آپ سے ایک اور مطالبہ کر دیا اور کہنے لگے:

'ہم ایک ہی کھانے پر ہرگز صبر نہیں کر سکتے، لہٰذا ہمارے لیے اپنے رب سے دعا کر کہ وہ ہمارے لیے وہ چیزیں نکال دے جو زمین اُگاتی ہے، یعنی ترکاری، ککڑی، گندم اور پیاز وغیرہ۔'

ان کی یہ بات سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'کیا تم بہتر چیز کو چھوڑ کر کمتر چیز لینا چاہتے ہو؟' اگر تم یہی چیزیں چاہتے ہو تو کسی شہر میں چلے جاؤ جو تم چاہتے ہو، مل جائے گا۔''

''ان تمام باتوں سے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت نافرمان قوم تھی، جو اس سے کہا جاتا تھا، اس کے الٹ کرتی تھی۔'' فاروق نے ناراضی کے لہجے میں کہا۔

''ہاں! ایسا ہی تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو ملاقات کا شرف بخشا۔ شریعت کے احکام دینے کے لیے چالیس دن کے لیے کوہِ طور پر بلایا۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور کی طرف روانہ ہونے سے پہلے اپنے بھائی سیدنا ہارون علیہ السلام سے کہا:

'مجھے اللہ تعالیٰ نے چالیس دن کے لیے کوہِ طور پر بلایا ہے، اس لیے تم میری قوم میں میرے بعد جانشین ہو، لہٰذا ان کی اصلاح کرنا اور فساد کرنے والوں کے راستے کی پیروی نہ کرنا۔'

سیدنا ہارون علیہ السلام کو یہ ہدایات دے کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام کوہِ طور کی طرف چلے گئے۔ وہاں پروردگار نے آپ سے کلام کیا تو آپ نے کہا: اے میرے رب! مجھے (اپنی جھلک)

دکھا کہ میں تجھے دیکھ سکوں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکے گا...... لیکن تو اس پہاڑ کی طرف دیکھ، اگر وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہا تو تُو مجھے ضرور دیکھ سکے گا۔' اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنے نور کی چمک ڈالی تو وہ پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ پھر جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو انھوں نے عرض کیا:

'اے اللہ! تُو پاک ہے، میں تیرے حضور توبہ کرتا ہوں، اور اس حقیقت پر میں سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں۔'

تب اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'اے موسیٰ! بے شک میں نے تجھے اپنی رسالت اور کلام کے ساتھ تمام لوگوں میں چن لیا، چنانچہ جو میں نے تجھے دیا ہے تو لے لے اور شکر گزاروں میں شامل ہو جا۔ ہم نے تورات کی تختیوں میں زندگی کے ہر معاملے کے بارے میں نصیحت اور ہر پہلو کے متعلق تفصیل لکھ کر دے دی ہے، چنانچہ تُو ان (ہدایات) کو مضبوطی سے پکڑ لے اور اپنی قوم کو حکم دے کہ ان کی اچھی باتوں پر کار بند رہیں۔ جلد ہی میں تمھیں نافرمانوں کا گھر دکھاؤں گا اور جلد ہی اپنی نشانیوں سے ان لوگوں (کی نگاہوں) کو پھیر دوں گا جو زمین میں ناحق تکبر کرتے ہیں۔ اگر وہ تمام نشانیاں دیکھ لیں تو بھی ان پر ایمان نہیں لائیں گے اور اگر وہ ہدایت کی راہ دیکھ لیں تو اسے اختیار نہیں کریں گے، اور اگر وہ گمراہی کا راستہ دیکھ لیں تو اسے اختیار کر لیں گے، یہ اس لیے کہ انھوں نے ہماری نشانیوں کو جھٹلایا اور وہ ان سے غافل رہے، اور وہ لوگ جنھوں نے ہماری نشانیوں اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلایا ان کے عمل برباد ہو گئے، انھیں وہی بدلہ دیا جائے گا جو کچھ وہ (دنیا میں) کرتے رہے تھے۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے کوہِ طور پر چالیس دن کی مدت پوری کی۔ اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے کا شرف آپ کو چالیس دن پورے ہونے پر ملا۔ ایک ماہ تک آپ روزے کی حالت میں رہے۔ ایک ماہ گزرنے پر آپ نے ایک درخت کی چھال کھا لی کہ منہ کی بدبو دور ہو جائے۔ تب اللہ تعالیٰ نے مزید دس روزے رکھنے کا حکم دیا۔ اس طرح کل مدت چالیس دن ہو گئی۔

ادھر ان کے پیچھے کیا ہوا، اب یہ سنو۔''

''جی کیا مطلب؟ کیا سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی غیر حاضری میں وہاں کوئی گڑ بڑ ہو گئی؟'' سلیم چونک کر بولا۔

''ہاں! موسیٰ علیہ السلام کی قوم میں ایک شخص تھا۔ اس کا نام سامری تھا۔ اس نے بنی اسرائیل سے ان کے زیور لے لیے......''

''جی کیا مطلب...... اس شخص نے بھلا زیور کس طرح لے لیے؟'' فاروق نے حیران ہو کر پوچھا۔

''بھئی اس نے کسی بہانے سے ان کے زیورات لے لیے۔ پھر ان زیورات کو پگھلا کر ان سے ایک بچھڑا بنا لیا۔ اس بچھڑے میں اس نے ایک مُٹھّی بھر مٹی ڈال
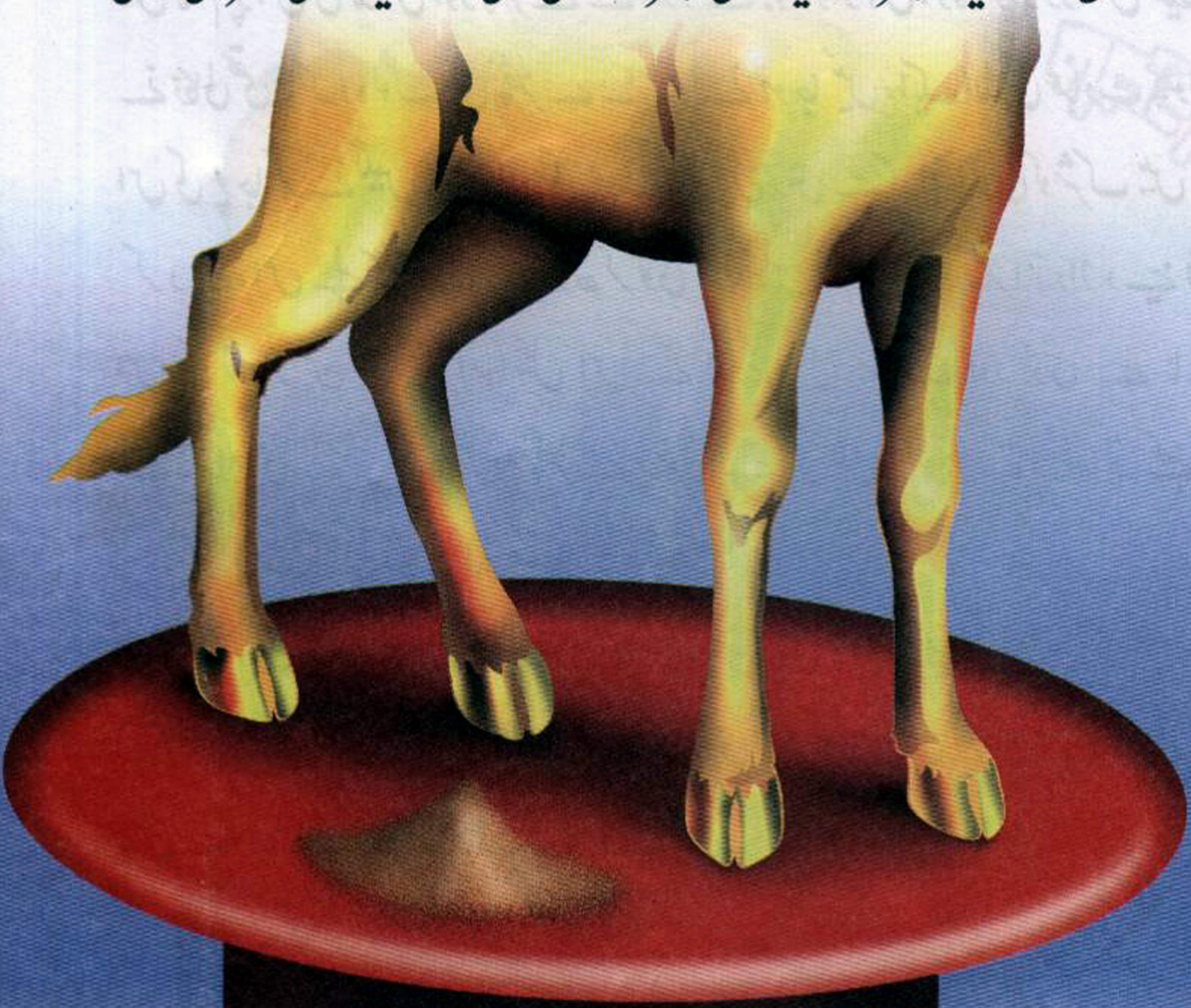
دی...... یہ بھی بتادوں کہ وہ مٹی اس نے کہاں سے لی تھی۔

جس وقت فرعون اپنے لشکر کے ساتھ سمندر کے کنارے پہنچا تھا تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی تھی۔ وہ وحی سیدنا جبریل علیہ السلام لے کر آئے تھے اور وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ یہ مٹی اس گھوڑے کے پیروں کے نیچے سے اُٹھائی گئی تھی۔ جونہی اس بچھڑے میں وہ مٹی ڈالی گئی، بچھڑا آواز دینے لگا جیسے کوئی سچ مچ کا بچھڑا ہو۔''

''لیکن امی جان! اس میں آواز کس طرح پیدا ہوگئی؟''

''قرآن اور حدیث میں یہ وضاحت تو نہیں ملتی کہ وہ آواز کس طرح دینے لگا جب کہ وہ بے جان تھا۔ یہی کہا جا سکتا ہے کہ سامری شیطان کا پیروکار تھا، شیطان نے اس کام پر اس کی مدد کی اور بچھڑے کے اندر سے جو آواز آئی، وہ آواز دراصل شیطان نے نکالی تھی تاکہ وہ لوگ اس بچھڑے کے دیوانے ہو جائیں، ایک اللہ کی عبادت چھوڑ کر اس کی پوجا کرنے لگیں۔ شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ انسانوں کو شرک میں مبتلا کر دے، اس لیے کہ شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ ہاں تو وہ بچھڑا آواز دینے لگا۔ اس کی آواز سن کر بنی اسرائیل اس کے اردگرد جمع ہو گئے اور خوشی سے ناچنے لگے۔ سامری نے بنی اسرائیل کو بچھڑے پر خوشی سے اس طرح لٹو ہوتے دیکھا تو کہنے لگا:

﴿هٰذَآ اِلٰهُكُمْ وَاِلٰهُ مُوْسٰى ۵ فَنَسِيَ﴾

'یہی تمہارا معبود ہے اور موسیٰ کا بھی، لیکن موسیٰ بھول گئے ہیں۔'

یہ کہنے سے اس کا مطلب یہ تھا کہ موسیٰ علیہ السلام کو یاد نہیں رہا کہ معبود تو ہمارے پاس ہے، وہ اسے کہاں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔

اب انھوں نے اس بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ اسی کو اللہ ماننے لگے۔ سیدنا ہارون علیہ السلام نے انھیں بہت سمجھایا، لیکن انھوں نے ان کی ایک نہ سنی اور شرک کے گڑھے میں گرتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر فرمایا:

'کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ وہ ان سے کلام نہیں کرتا اور نہ انھیں کوئی راستہ بتاتا ہے؟ پھر بھی انھوں نے اسے معبود بنا لیا اور وہ ظالم تھے۔'

مطلب یہ کہ یہ حیوانی مجسمہ نہ تو بات چیت کر سکتا تھا، نہ کسی کے نفع اور نقصان کا اختیار رکھتا تھا اور نہ ہی کسی معاملے میں ان کی رہنمائی کر سکتا تھا۔ اس کی پوجا کرنا اپنی جان پر ظلم کرنے کے برابر تھا، جب کہ انھیں معلوم بھی تھا کہ یہ کام جہالت اور گمراہی ہے۔
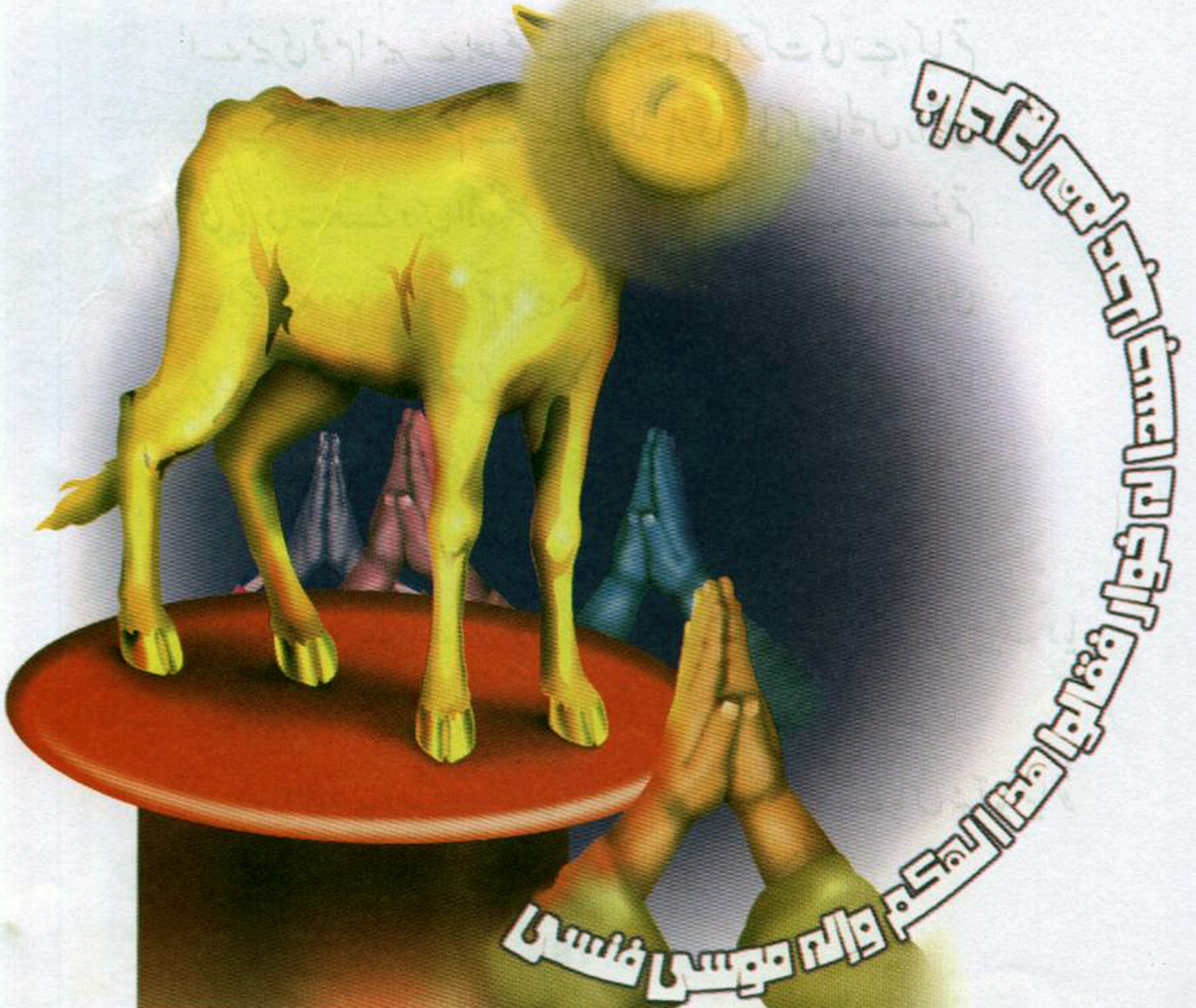
سیدنا ہارون علیہ السلام نے اس عظیم فتنے کے جواب میں قوم سے فرمایا:

'اے میری قوم! تم اس (بچھڑے) کے ساتھ آزمائے گئے ہو، تمہارا رب رحمٰن ہے، لہٰذا تم میری پیروی کرو اور میرے حکم کی اطاعت کرو۔'

جواب میں قوم نے کہا: 'ہم تو ہمیشہ اسی کی پوجا کرتے رہیں گے، حتی کہ موسیٰ ہماری طرف لوٹ آئے۔'

ادھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اس فتنے کی خبر دے دی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام وہاں سے غصے کے عالم میں افسوس کرتے ہوئے اپنی قوم کے پاس آئے اور انھیں مخاطب کر کے کہنے لگے:

'اے میری قوم! میرے بعد تم نے یہ بہت بُری حرکت کی ہے، کیا تم نے اپنے پروردگار کے حکم سے پہلے ہی جلد بازی کر لی کہ چالیس راتیں بھی پوری نہ ہونے دیں اور بچھڑے کو معبود بنا لیا۔ تمہارے رب نے تم سے اچھا وعدہ کیا تھا کہ اگر تم دین پر قائم رہے اور ہارون علیہ السلام کی پیروی کرتے رہے تو تمھیں بہترین بدلہ ملے گا۔ اب کیا اتنا وقت گزر گیا تھا کہ تم مجھے بھول گئے یا تمہارا ارادہ ہی یہ تھا کہ اس خلاف ورزی کی وجہ سے قہرِ الٰہی تم پر نازل ہو۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں تورات کی تختیاں تھیں، آپ نے انھیں پھینک دیا اور اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کے بالوں اور داڑھی کو پکڑ کر کھینچنے لگے اور ان سے کہا:

'اے ہارون! کیا وجہ تھی کہ انھیں گمراہ ہوتے دیکھ کر تو میرے پاس نہ آیا کیا تُو

بھی میرے حکم کا نافرمان بن بیٹھا۔'

ہارون علیہ السلام نے کہا: 'اے میرے بھائی! میری داڑھی اور میرا سر نہ پکڑیں، میں آپ کے پیچھے اس لیے نہیں آیا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ کہیں، تو نے بنی اسرائیل کے درمیان تفرقہ ڈال دیا اور میری بات یاد نہ رکھی۔'

سیدنا ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی:

﴿رَبِّ اغْفِرْ لِي وَلِأَخِي وَأَدْخِلْنَا فِي رَحْمَتِكَ ۖ وَأَنتَ أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ﴾

'اے میرے رب! تُو مجھے اور میرے بھائی کو بخش دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تُو سب مہربانوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔'
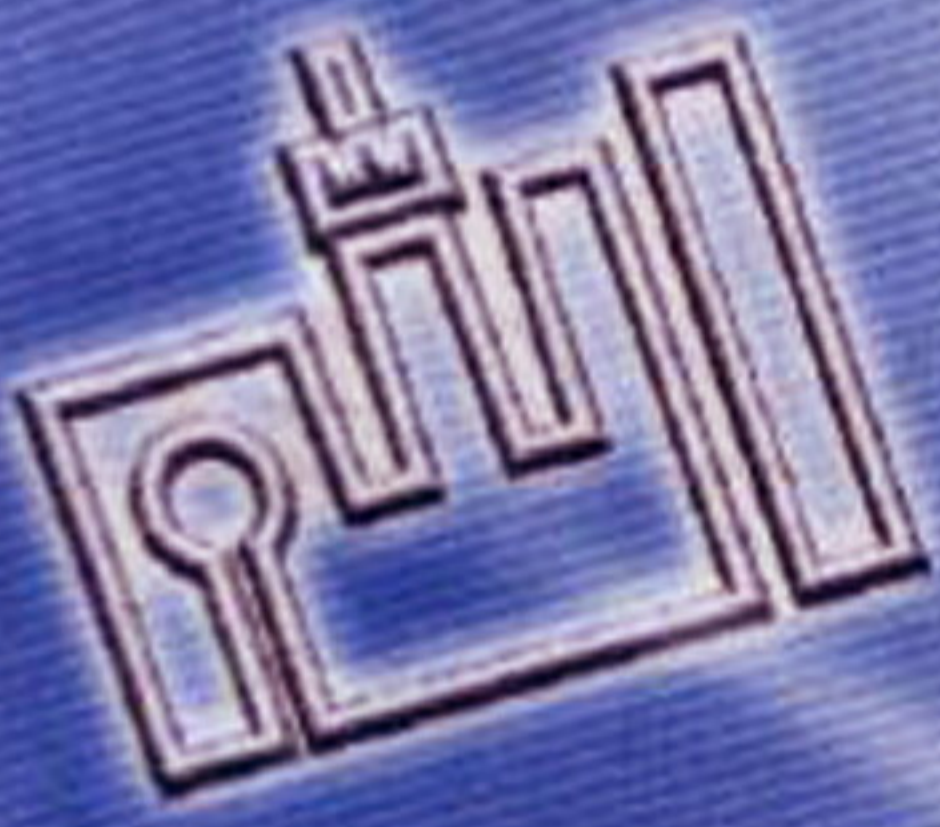
اللہ تعالیٰ نے بھی ہارون علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:

'اور ہارون نے اس سے پہلے ان سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم! اس بچھڑے سے تو صرف تمھاری آزمائش کی گئی ہے اور تمھارا حقیقی پروردگار تو رحمٰن ہی ہے۔ لہٰذا میری پیروی کرو اور میرا حکم مانو۔'

مطلب یہ کہ یہ سب تو اللہ کی تقدیر سے پیش آیا اور ان لوگوں کی آزمائش کے لیے اس بچھڑے میں آواز پیدا کر دی گئی۔ تمھارا حقیقی پروردگار تو رحمٰن ہی ہے، نہ کہ یہ بچھڑا، لہٰذا میری پیروی کرو اور میری بات مانتے چلے جاؤ۔

اس پر انھوں نے یہ جواب دیا کہ موسیٰ کی واپسی تک تو ہم اسی کی پوجا کریں گے۔''

''اُف توبہ! کس قدر بے وقوف لوگ تھے۔'' سلیم نے بُرا سا منہ بنایا۔

''ہاں اور کیا، لیکن اس سے بھی بڑھ کر آج کے زمانے میں بے وقوف پائے جاتے ہیں جو مزاروں اور قبروں پر سجدے کرتے نظر آتے ہیں۔'' ان کی والدہ بولیں۔

''ہاں امی جان! ہم نے بھی گزرتے ہوئے کئی مرتبہ یہ مناظر دیکھے ہیں، اللہ انھیں ہدایت دے۔'' فاروق اور سلیم نے ایک ساتھ کہا۔

''اب آگے سنو۔ اس کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا:

'اے سامری! تیرا کیا معاملہ ہے؟'

جواب میں اس نے کہا:

'میں نے وہ چیز دیکھی تھی جو ان لوگوں نے نہیں دیکھی۔'

موسیٰ علیہ السلام نے حیران ہو کر فرمایا:

'کیا مطلب؟'

تب سامری بولا:

'مجھے جبریل علیہ السلام نظر آ گئے تھے۔ وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ چنانچہ میں نے مٹی کی ایک مٹھی جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کے نقش قدم سے بھر لی، اس لیے کہ میں نے دیکھا تھا کہ جہاں جہاں اس گھوڑے کے قدم پڑتے تھے، وہاں وہاں زندگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے، گھاس اُگ جاتی تھی۔ بس میں نے وہاں سے مٹی لے لی اور جب میں نے وہ سونے کے بچھڑے میں ڈالی تو وہ آواز نکالنے لگا۔'
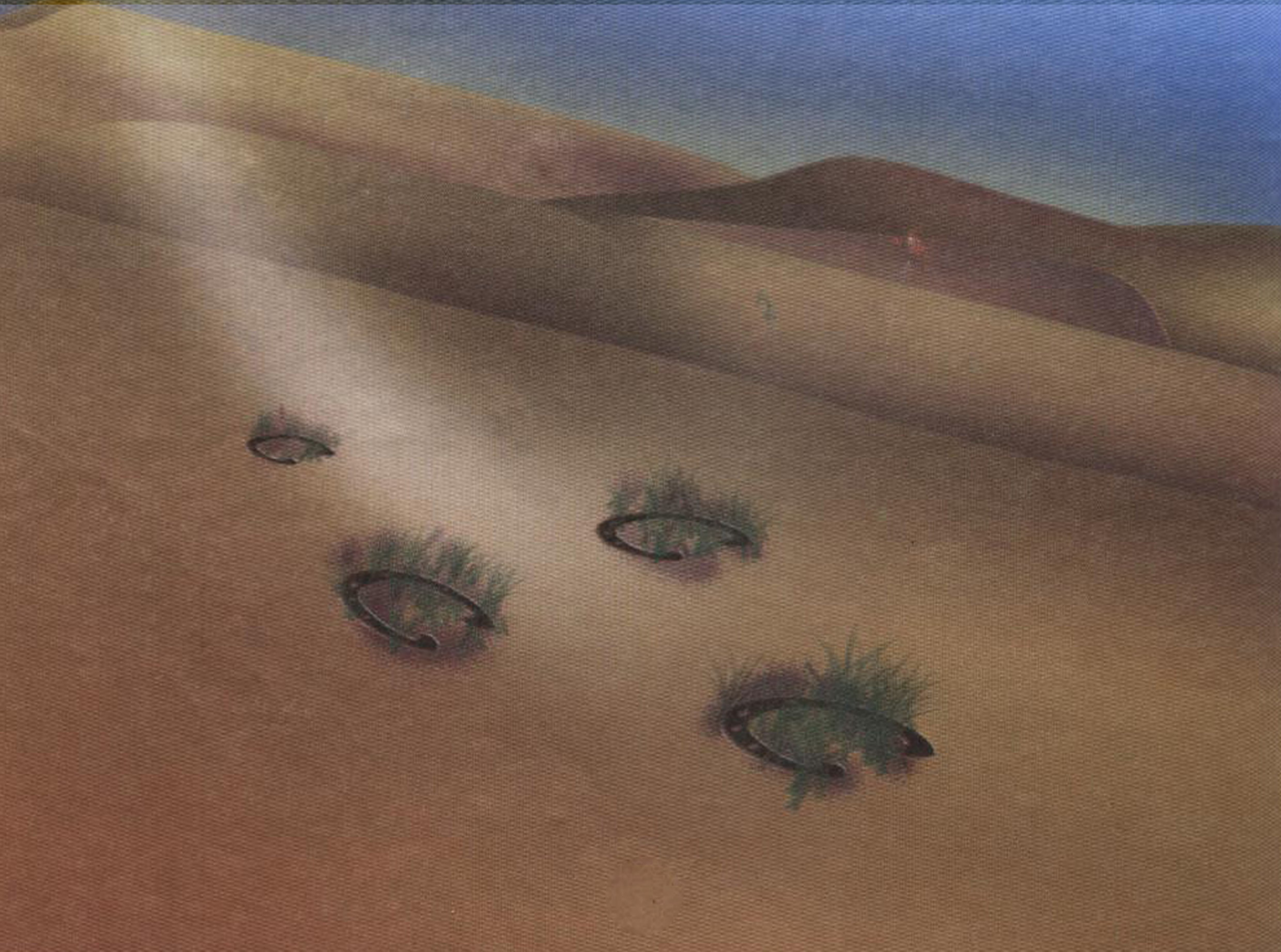
اس کی بات سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'دور ہو جا! تیری سزا یہ ہے کہ جب تک تُو دنیا میں زندہ ہے، یوں کہتا رہے گا کہ دیکھو! مجھے ہاتھ نہ لگانا۔'

موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو یہ بددعا دی کہ اسے کوئی نہ چھوئے، اس لیے کہ اس نے اس چیز کو چھوا تھا جو اس کے لیے جائز نہ تھی۔ دنیا میں تو اپنے جرم کی اسے یہ سزا ملی، آخرت میں بھی اسے عذاب ہوگا۔

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا:

﴿وَانْظُرْ اِلٰۤى اِلٰهِكَ الَّذِىْ ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ؕ لَنُحَرِّقَنَّهٗ ثُمَّ لَنَنْسِفَنَّهٗ فِى الْيَمِّ نَسْفًا﴾

'اب تو اپنے معبود کی طرف دیکھ جس کی پوجا میں تُو لگا رہا، ہم اسے جلا دیں گے، پھر اڑا کر سمندر میں بکھیر دیں گے۔'

چنانچہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو آگ میں جلا دیا، پھر اس کی راکھ کو سمندر میں بکھیر دیا تاکہ اس بچھڑے کا نام ونشان تک باقی نہ رہے اور لوگوں پر یہ حقیقت کھل کر واضح ہو جائے کہ الٰہ صرف رب العالمین ہی ہے۔ اس لیے آپ نے ان سے فرمایا:

﴿اِنَّمَاۤ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِىْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَىْءٍ عِلْمًا﴾

'تمہارا معبود تو اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس نے ہر چیز کو اپنے علم سے گھیر رکھا ہے۔'

جن لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بچھڑے کو معبود مانا تھا' ان کے متعلق اللہ تعالیٰ

کا فرمان اس طرح ہے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّن رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُفْتَرِينَ﴾

'وہ لوگ جنھوں نے بچھڑے کو معبود بنا لیا، جلد ہی ان کے رب کا غضب ان پر آن پہنچے گا اور (انھیں) دنیا کی زندگی میں ذلت نصیب ہوگی اور ہم بہتان باندھنے والوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔'

چنانچہ اسی طرح ہوا۔ اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا۔ ان کے کیے کی سزا انھیں ملی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے انھیں وعظ و نصیحت کی اور انھیں بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرنے کا حکم دیا اور انھیں مخاطب کر کے فرمایا:

'تم نے بچھڑے کو (معبود) بنا کر اپنے آپ پر ظلم کیا ہے، لہٰذا اب تم اپنے پیدا کرنے والے کے حضور توبہ کرو، اس طرح کہ تم اپنے آپ کو قتل کرو یہ تمھارے لیے

تمھارے رب کے نزدیک بہت بہتر ہے۔'

انھوں نے تلواریں ہاتھوں میں لے لیں۔ اللہ نے ان پر دھند مسلط کر دی تا کہ قریبی رشتے دار انھیں نظر نہ آ سکیں۔ اس طرح انھوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس روز ستر ہزار افراد قتل ہوئے۔''

''اوہ! اتنے آدمی قتل ہوئے۔'' دونوں بچے چونک اُٹھے۔

''ہاں بھئی! ان کا جرم بھی تو اتنا ہی بڑا تھا، بڑے جرم کی سزا بھی تو بڑی ہی ملا کرتی ہے، اور بچو! باقی کہانی کل سناؤں گی! اب مجھے نیند آ رہی ہے۔''

''بہت اچھا امی جان۔'' دونوں بچے ایک ساتھ بولے۔

اس کے بعد کیا ہوا؟

جاننے کے لیے پڑھیے اس کتاب کا اگلا حصہ ''تین سوال''

انسان بہت ناشکرا ہے

اللہ اس پر اپنی رحمت کے دروازے کھولتا ہے

اور وہ اس رحمت سے دور بھاگتا ہے

اللہ اپنی نعمتیں اُن پر انعام کرتا ہے

اور وہ ان نعمتوں کا کفران کرتا ہے

سچ کو چھوڑ کر وہ جھوٹ کو پسند کرتا ہے

روشنی کے مقابلے میں تاریکی اُسے مرغوب ہے

وہ نعمتیں دینے والی ذات کسی اور کو قرار دینے لگتا ہے

یہی شرک ہے اور

شرک کرنے والا اللہ کے غضب سے نہیں بچتا

''سونے کا بچھڑا'' اسی موضوع پر

ایک خوبصورت کہانی ہے